بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

077: قیامت کبریٰ کا بیان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور ہم بات کر رہے تھے ارکان ایمان میں سے آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور القیامۃ الصغریٰ کی ہم بات کر چکے ہیں، اور قبر کے نعیم اور عذاب کے تعلق سے ہم بات کر چکے ہیں۔

جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''إلى أنْ تقومَ القِيامةُ الكُبْرى''۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فصل باندھی ہے شرح میں، لکھتے ہیں: ''فصل في القيامة الكبرى'' (قیامت کبریٰ کا بیان)۔

اس جملے کی شرح میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو قیامت کبریٰ ہے یہ وہ ہے جس میں لوگ جو ہیں اپنی قبروں سے نکلیں گے ربّ العالمین کے لیے۔ اور مصنف رحمہ اللہ نے (یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے) جب یہ جملہ بیان کیا ہے ''القِيامةُ الكُبْرى'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر قیامۃ الصغریٰ بھی ہے اور یہ جو قیامۃ الصغریٰ ہے یہ ہر انسان کے لیے ہے ''بعينه'' الگ سے ہے، ہر انسان کی قیامت تب شروع ہوتی ہے (قیامۃ الصغریٰ یعنی) جب اُس کی موت آتی ہے۔

اور پھر مصنف رحمہ اللہ نے (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) خاموشی اختیار کی اُشراط الساعۃ کے تعلق سے (اُشراط الساعۃ کے معنی ہیں قیامت کی نشانیاں) یہاں پر ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ مصنف رحمہ اللہ جو ہیں وہ صرف آخرت کے دن پر بات کرنا چاہتے ہیں، اور جو اُشراط الساعۃ ہیں (جو قیامت کی نشانیاں ہیں) وہ صرف علامات ہیں اور خبردار کرنے کے لیے کہ قیامت قریب ہے (یہ وہ چیزیں ہیں یہ وہ علامات ہیں جن سے لوگ خبردار ہو جاتے ہیں اور انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ قیامت جو ہے وہ قریب ہے) تاکہ اُس کے لیے تیار رہیں یا تیاری کرتے رہیں، یا جو تیاری کرنا چاہتا ہے وہ تیاری کرتا رہے۔

بعض اہل علم نے عقیدے کی تصانیف اور کتابوں میں جب تصنیف کی ہے تو انہوں نے قیامت کی نشانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور حقیقت بات یہ ہے (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ آخرت پر ایمان کے تعلق سے جب ہم بات کرتے ہیں تو اس اُشراط الساعۃ یا قیامت کی نشانیوں کا کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ یہ بات درست ہے کہ ان کا تعلق غیبی اُمور سے ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ

نے اشارہ فرمایا ہے قرآن مجید میں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل سے سنت میں بیان فرمایا ہے۔
یہ قیامت کبریٰ کے تعلق سے مقدمے کے طور پر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے چند اہم باتیں کی ہیں؛ پھر بڑے پیارے انداز سے ترتیب کے ساتھ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس قیامت کبریٰ کے تعلق سے جو کچھ ہونے والا ہے اُس کا ذکر کیا ہے۔
شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے پہلا معاملہ جو ہے جو قیامت کے دن ہو گا جس کی طرف شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے یہ فرماتے ہوئے "فتُعادُ الأرواحُ إلى الأجسادِ"؛ یہ سب سے پہلا معاملہ ہے۔
یعنی جب دوسرا صور پھونکا جائے گا یعنی روح جو ہے وہ مرنے کے بعد جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور یہ وہ اعادہ نہیں ہے جو برزخ میں ہوتا ہے جب میت سے سوال کیا جاتا ہے اُس کے ربّ کے تعلق سے اُس کے دین کے تعلق سے اور اس کے نبی کے تعلق سے، جب اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ صور پھونکنا ہے اور وہ صور میں پھونکے گا تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ صعق میں ہو جائیں گے سوائے وہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس صعق سے بچ جائے (یعنی جو پہلا صور پھونکا جائے گا کوئی زندہ چیز باقی نہیں رہے گی سوائے اُن کے جن کا اللہ تعالیٰ نے استثنیٰ مقرر کیا ہے)، پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو روحیں جو ہیں وہ صور سے نکلیں گی اُڑیں گی اور اپنے جسموں میں جا کر پہنچ جائیں گی اور داخل ہو جائیں گی۔
شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ "فتُعادُ الأرواحُ إلى الأجسادِ": "إلى الأجسادِ" کا جو لفظ ہے یا جو جملہ ہے یہ اشارہ ہے کہ روحیں جو ہیں اُس وقت تک صور سے نہیں نکلیں گی جب تک کہ جسم مکمل طور پر دوبارہ پیدا نہیں کیے جائیں گے (یعنی جب جسم مکمل طور پر پیدا ہو جائیں گے تو صور پر دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا اور جو روحیں ہیں وہ اپنے جسموں کی طرف واپس لوٹ جائیں گی)۔
اور اس جملے میں "تُعادُ الأرواحُ إلى الأجسادِ" اس میں دلیل ہے کہ بعث جو ہے وہ اعادہ ہے تجدید نہیں ہے۔
سب سے پہلا معاملہ جو مرنے کے بعد قیامت کے دن ہو گا بعث کا معاملہ ہے؛ بعث کہتے ہیں "إعادة الأرواح إلى الأجساد" اسے بعث کہتے ہیں کہ روحیں جو ہیں وہ واپس جسموں کی طرف لوٹیں گی؛ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ جو جسم ہے ایک نئے جسم کا اعادہ ایک نئے جسم کو دوبارہ سے پیدا کیا جائے گا یعنی ایک جدید قسم کا جسم ہو گا یا وہی جسم ہو گا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس جسم کا اعادہ کیا جائے گا؟
ایک اعادہ ہے ایک نئے جسم کو پیدا کرنا ہے دونوں میں فرق پتہ ہے؟ اعادہ کا مطلب ہے کہ جو جسم اس وقت موجود ہے ہمارا جب یہ گل سڑ جائے گا مرنے کے بعد، اس کا خاتمہ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی جسم کو دوبارہ زندہ کرے گا (یہی جسم جو ہے)؛ تجدید کا

مطلب یہ ہے کہ یہ جسم فنا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ایک نیا جسم پیدا کرے گا اُس دن، اِس جسم سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے نیا جسم ہو گا(نئے سرے سے نیا جسم ہو گا) تو پہلی بات ہے یا دوسری بات ہے؟

اعادہ میں: پہلی بات ہے کہ جسم یہی ہو گا۔ آگے اس کی مزید تفصیل بیان ہو گی لیکن یہ سمجھ لیں کہ بعث میں یہ جسم جو ہمارا ہے چاہے اسے مچھلیوں نے کھا لیا ہے، چاہے جلا کر راکھ کر اسے اُڑا دیا گیا ہے ہواؤں میں، چاہے دنیا میں وہ فنا ہو چکا ہے مکمل طریقے سے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسی جسم کو واپس پیدا کرے گا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جو جسم ہے اُس کا اعادہ ہو گا دنیا میں جبکہ وہ زائل ہو چکا ہے(ختم ہو چکا ہے) اور اس کی حقیقت بھی بدل ہو چکی ہو گی اور جسم جو ہے مٹی میں بدل جائے گا، اور ہڈیاں جو ہیں وہ بوسیدہ ہو کر ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ان متفرق چیزوں کو دوبارہ جمع کرے گا یہاں تک کہ جسم پیدا ہو جائے گا اور روحیں جو ہیں وہ اپنے جسموں کی طرف واپس لوٹ جائیں گی؛ اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جسم کی نئے سرے سے دوبارہ پیدائش ہو گی تو یہ زعم جو ہے اُن کا یہ دعویٰ باطل ہے اس کی تردید کرتے ہیں کتاب، سنت اور عقل۔

اب یہ دلائل ہیں(سبحان اللہ) دیکھیں اب:

1- کتاب یعنی قرآن مجید سے جو دلائل ہیں کہ یہی جسم دوبارہ زندہ کیا جائے گا(ایک نیا جسم نہیں ہو گا) سورۃ الروم آیت نمبر 27 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ إلي آخر الآية۔

﴿وَهُوَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ ہی) ﴿الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ﴾ (خلق کو ابتداءً پیدا کرتا ہے) ﴿ثُمَّ يُعِيدُهُ﴾ (پھر اسے واپس لوٹائے گا) ﴿وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ (اور وہ اُس کے لیے(یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے) آسان ہے)۔ تو اس میں اعادے کا لفظ ہے ﴿يُعِيدُهُ﴾۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أي: يعيد ذلك الخلق الذي ابتدأه" (اللہ تعالیٰ اُسی خلق کا دوبارہ اعادہ کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ابتداءً پیدا کیا ہے)۔

اور حدیث قدسی میں آیا ہے صحیح بخاری کی روایت میں (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حدیث قدسی میں) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ" (کہ خلق کا پہلی مرتبہ پیدا کرنا میرے لیے اُس کے اعادے سے زیادہ آسان ہے)۔

"فالكل على الله هين": شیخ صاحب فرماتے ہیں: سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے۔

یعنی ابتداءً پیدا کرنا بھی آسان ہے "کن فیکون" (یعنی سبحان اللہ دیکھیں!) اور اُس کا دوبارہ اعادہ کرنا یہ بھی یعنی آسان ہے؛ تو اس حدیث میں اوّل الخلق کا ذکر بھی ہے، اُس کے اعادے کا ذکر بھی ہے؛ تو اوّل الخلق بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ویسے ہی آسان ہے جیسا کا اُس کا اعادہ آسان ہے۔

تو اوّل الخلق کا مطلب اس میں شاہد کیا ہے حدیث میں؟ کہ خلق کا اعادہ ہوگا اصل بات یہ ہے۔

پھر سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت نمبر 104 میں: ﴿كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ (جیسے کہ ہم نے پہلے خلق کو پیدا کیا ہے ویسے ہی ہم اُس کا اعادہ کریں گے)۔

اور سورۃ المؤمنون آیت نمبر 15 اور 16 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝١٦﴾۔

﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ﴾ (پھر اس کے بعد یقیناً تم سب مر جاؤ گے) ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾ (پھر یقیناً تم سب کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا)۔

سورۃ یس آیت نمبر 78 سے 79 تک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝٧٨ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝٧٩﴾ (کون ہڈیوں کو پیدا کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ کہہ دیجیے اے میرے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں زندہ کرے گا وہی جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اور وہ ﴿وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ﴾ اپنی خلق میں سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے)۔

یعنی ان آیات میں حدیث قدسی میں یہ دلیل ہے کہ خلق پہلی مرتبہ پیدا کی جائے گی پھر اُس خلق کا اعادہ بھی کیا جائے گا اور انسان جو ہے اسی مخلوق میں سے ہے اور انسان کا ذکر بھی ہوا ہے کہ مرنے کا ذکر ہے پھر بعث کا ذکر بھی ہے ان آیات میں۔

2- اور سنت میں یعنی حدیث میں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): بہت ہی زیادہ دلائل ہیں؛ ایک روایت میں متفق علیہ حدیث میں یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: "إِنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ حُفاةً عُراةً غُرْلًا" (کہ

بے شک لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت کے دن "حُفاۃً" ننگے پاؤں "عُراۃً" برہنہ بدن "غُرْلًا" جسم کے مکمل ٹکڑوں کے ساتھ مکمل حصوں کے ساتھ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): لوگوں کا ہی حشر ہوگا قیامت کے دن، اُن کے سوا کوئی اور نہیں ہوں گے (یعنی کوئی نیا جسم نہیں ہوگا)۔

ذرا غور کریں گے "غُرْلًا" کے لفظ پر یعنی جسم کا ٹکڑا یعنی جس کا ختنہ ہوتا ہے دنیا میں (جن کے ختنے ہوتے ہیں) وہ چھوٹا سا ٹکڑا جو ہے نا جلد کا ٹکڑا جو کاٹ دیا جاتا ہے یہ بھی واپس کر دیا جائے گا۔ کیا مطلب ہے نیا جسم ہوگا؟ پھر "غُرْلًا" کیا ضرورت تھی؟!

مطلب یہی ہے کہ وہی جسم جو ہے دوبارہ پیدا کیا جائے گا اُس کا وہ ٹکڑا چاہے کسی کا گردہ نکال دیا گیا، کسی کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، کسی کا پاؤں کٹ گیا کسی بیماری کی وجہ سے یا کسی وجہ سے (حادثات ہوتے رہتے ہیں نا دنیا میں زندگی میں)؛ تو اگر کسی کے جسم کا کوئی حصہ کم ہوا ہے دنیا میں تو دوبارہ جب انسان زندہ ہوگا مرنے کے بعد وہ جسم کے سارے حصے مکمل ہو جائیں گے، تو اس سے بھی یہ دلیل ہے ملتی ہے ہمیں کہ جو جسم ہے وہ وہی ہے جو اس دنیا میں تھا اللہ تعالیٰ اُس کا اعادہ کرے گا قیامت کے دن۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اہم بات یہ ہے کہ بعث جو ہے یہ سابقہ جسموں کا اعادہ ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ انسان کو بھیڑیئے کھا جائیں یا اُس کا جسم جو ہے وہ تبدیل ہو جائے (یعنی بھیڑیئے کھا لیتے ہیں پھر انسان کے جو جسم کا حصہ ہے جسے بھیڑیئے نے کھایا ہے یہ اُس بھیڑیئے کے لیے غذا بن جاتا ہے) اور اُس کے خون اور گوشت میں مل جاتا ہے اور پھر اُس کے فضلات میں اور پیشاب میں نکل جاتا ہے اس کا آپ کیا جواب دیں گے؟ یعنی اس کا اعادہ کیسے ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ معاملہ بہت آسان ہے اللہ تعالیٰ "کن فیکون" فرماتا ہے اور یہ جسم جو ہے قیامت کے دن ان ہی چیزوں سے دوبارہ اکٹھا ہوگا اور دوبارہ جو ہے اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمارے تصور سے بھی بہت بڑی اور بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے "فالله على كل شيء قدير"۔

3- پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَتقومُ القِيامَةُ التي أخْبَرَ اللهُ بِها في كِتابِهِ وَعَلى لِسانِ رَسولِهِ وَأَجْمَعَ عَلَيْها الْمُسْلِمونَ" (اور پھر قیامت قائم ہوگی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے اپنی کتاب میں (یعنی قرآن مجید میں) اور اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تین قسمیں ہیں دلائل ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت۔ (۲) اور تیسرے نمبر پر اجماع المسلمین۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید میں جو دلائل ہیں یعنی قیامت قائم ہونے کے اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ بیان کیے ہیں کہ یہ قیامت ہو گی اور عظیم اوصاف سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے جس سے خوف واجب ہو جاتا ہے تاکہ اُس کے لیے تیاری کی جائے۔

اب اِن چند آیات کا ذکر ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الحج آیت نمبر 1 اور 2 میں:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ②﴾۔

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ﴾ (اے لوگو!) ﴿اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾ (اپنے ربّ سے ڈرو (تقویٰ کا راستہ اختیار کرو)) ﴿اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾ (بے شک قیامت کا زلزلہ جو ہے بہت ہی عظیم چیز ہے) ﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا﴾ (جس دن دیکھو گے تم قیامت کو) ﴿تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ﴾ (سکتہ طاری ہو جائے گا ذُہول کی حالت ہو گی ہر اُس دودھ پلانے والی کو جسے اُس نے دودھ پلایا ہے) ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا﴾ (اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل وضع کر دے گی) ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى﴾ (اور لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ سُکر کی حالت میں ہیں (نشے کی حالت میں ہیں) جبکہ انہوں نے کوئی نشہ نہیں کیا ہو گا)؛ لیکن مسئلہ کیا ہے وجہ کیا ہے؟ یہ سب کیوں ہو گا؟ ﴿وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ (لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت ہی شدید ہے)۔

میرے بھائی! قیامت کا قائم ہونا بھی ایک عذاب ہے، جو قیامت کی ہولناکیاں ہیں یہ بھی عذاب میں سے ایک عذاب ہیں!

پھر اگلی آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الحاقۃ آیت نمبر 1-3: ﴿اَلْحَآقَّةُ ① مَا الْحَآقَّةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ③﴾: پھر آگے تک دیکھیں جو ان آیات کا ذکر ہے۔

﴿اَلْحَآقَّةُ﴾: یعنی حقیقت ہے): دو مرتبہ فرمایا ہے تاکید کے ساتھ، اور پھر آپ کیا جانیں کہ حاقہ ہے کیا؟

یعنی اچھی طرح خوب جان لو کہ یہ حقیقت ہے کہ قیامت کا دن ہو کر رہے گا اور جن ہولناکیوں کا ذکر ہے وہ بھی ہو کر رہیں گی۔
پھر دیکھیں اس سے ملتی جلتی آیت سورۃ القارعۃ میں آیت نمبر 1 تا 5: ﴿اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ﴾: ﴿اَلْقَارِعَةُ﴾ (القارعة:1-3): کھڑ کھڑانے والی، آپ کیا جانیں کیا ہے کھڑ کھڑانے والی، کھڑ کھڑا کر رکھ دے گی دلوں کو (سبحان اللہ)۔

انسان کے دل کب کھڑ کھڑاتے ہیں؟ جب شدید خوف طاری ہوتا ہے۔
دیکھیں انسان جب ڈرتا ہے سب سے پہلے خوف کہاں محسوس ہوتا ہے؟ دل کی دھڑکن میں محسوس ہوتا ہے؛ دھڑکن تیز نہیں ہو گی دل کھڑ کھڑا کر رکھ دے گی یہ قیامت جو ہے، اتنی ہولناکیاں ہیں اس کی!
دیکھیں تفصیل جب دیکھیں گے قیامت کے تعلق سے آپ حیران ہو جائیں گے، آپ صرف آخری پارہ ہی دیکھ لیں قرآن مجید کا، حکمت دیکھیں (سبحان اللہ) اس سب کا ذکر کیوں ہے آخر میں؟ پورا قرآن آپ پڑھتے ہیں آخر میں آپ کا دل یوں دھڑکتا ہے آپ کو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جو پڑھا ہے وہ عام چیز نہیں ہے، اگر آپ عمل نہیں کریں گے جو آپ پڑھ چکے ہیں تو پھر اس کو فیس کرنا ہی پڑے گا آپ کو، دل کو کھڑ کھڑا کر رکھ دے گی!
﴿يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ﴾ (القارعة:4): دیکھیں نا لوگوں کا کیا ہو گا؟! ہمارا کیا حشر ہو گا؟! ﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ﴾: ٹڈیاں دیکھی ہیں کتنی بکھری پڑی ہوتی ہیں! یہ پروانے جو ہوتے ہیں اور یہ ٹڈیاں ہوتی ہیں کیسے بکھری پڑی ہوتی ہیں ایسے انسان پڑے ہوں گے!
﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝﴾ (القارعة:5): اور یہ سخت پہاڑ جو ہیں بڑے پہاڑ (زمین پر سب سے یہی بڑی مخلوق نظر آتی ہے ہمیں؛ جب مثال دیتے ہیں نا کسی بڑی چیز کی ہیوج (Huge) چیز کی ہم کیا کہتے ہیں؟ پہاڑوں کی طرح؛ یہی کہتے ہیں نا؟ سخت) اُس دن پہاڑوں میں کوئی سختی نہیں رہے گی، کوئی عظمت نہیں رہے گی، کوئی وزن نہیں رہے گا۔
﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ﴾: "**عِهْن**": کہتے ہیں اُون کو، "**مَنفُوْش**": کھلی ہوئی جو استعمال کے لیے تیار کی جاتی ہے (سبحان اللہ)۔

پھر زلزلے کی بات دیکھیں: ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝﴾ (الزلزلة:1): اُس وقت زمین کے ساتھ کیا ہو گا؟!

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ① وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ② وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ③﴾(التکویر:1-3): سورۃ التکویر میں دیکھیں۔

﴿إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ①﴾(الانفطار:1): آسمان کا کیا ہوگا؟!

سورج کا کیا ہوگا، چاند کا کیا ہوگا: ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ ⑧ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ⑨﴾ (القیامۃ:8-9)۔

یہ سب کیا ہوگا (سبحان اللہ) زمین ہے، آسمان ہے، درند ہیں؟! سمندر ہیں: ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ⑥﴾(التکویر:6): سمندر اُبل جائیں گے!

دیکھیں پانی جب ہم اُبالتے ہیں تو کیسا شور ہوتا ہے اور کتنا خوف آتا ہے! دیکھا ہے مطلب جب پانی اُبل جاتا ہے تو کتنا ڈر لگتا ہے کہ یہ ہاتھ لگے گا اگر گرے گا تو جلائے گا؟! آپ سوچیں کہ بڑا برتن ہے، یا سوئمنگ پول جتنا پانی ہے وہ اُبل رہا ہے؛ تصور کریں سمندر اُبل پڑیں سارے! (کبھی تصور کیا ہے کیا ہوگا؟!)۔

﴿وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ④﴾ (الانفطار:4): قبریں کھول دی جائیں گی جو اُس میں ہے اُسے نکال دیا جائے گا۔

الغرض بڑے سخت الفاظ ہیں! ایسے اوصاف ہیں جن سے انسان ہل جاتا ہے وہ کبھی سوچ نہیں سکتا!

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ㉝﴾(عبس:33)؛ ﴿فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ㉞﴾(النازعات:34)۔

دیکھیں ناسب سے بڑی مصیبت آئے گی کانوں کو پھاڑنے والی ﴿الصَّاخَّةُ﴾؛ (سبحان اللہ) یہ سب قیامت کے مختلف اوصاف ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور قرآن مجید میں بہت سارے اوصاف ہیں اور سب خوفناک ہیں کیونکہ عظیم ہیں، اگر ہم اُن پر ایمان نہیں لائیں گے تو کبھی عمل نہیں کر پائیں گے کیونکہ انسان اُس دن کے لیے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا ایمان رکھتا ہے (یعنی انسان اُس وقت تک عمل نہیں کرتا جب تک اُس چیز پر اُس کا ایمان نہیں ہوتا اُسے من وعن سے تسلیم نہیں کرتا) اور جب اُس کے لیے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں جو اُس کے عمل کرنے کے لیے واجب کر دیتے ہیں تو (یعنی) تب انسان عمل کرنے والا بن جاتا ہے۔

سنت میں: شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): بہت ساری احادیث ہیں جن میں قیامت کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جو کچھ قیامت میں ہوگا جیسا کہ آگے بھی یعنی اسی کتاب میں بیان ہوگا

حوض کے تعلق سے، صراط کے تعلق سے، اور نامۂ اعمال کے تعلق سے، اوراِس کے علاوہ بھی جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

یہ سب احادیث جن میں حوض کوثر کا ذکر ہے، صراط کا ذکر ہے، ترازو کا ذکر ہے اور کتاب کا ذکر ہے (یعنی نامۂ اعمال کا ذکر ہے) ان کا تعلق قیامت کے دن سے ہے کہ نہیں؟! اس کی تفصیل ان شاءاللہ آگے آئے گی۔

اور اجماع کے تعلق سے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ تیسری قسم ہے مسلمانوں کا اجماع قطعی ہے کہ قیامت ہوگی اور اس پر ایمان بھی ہے کہ قیامت پر ایمان پر اجماع قطعی ہے مسلمانوں کا اس لیے جس نے انکار کیا ہے تو وہ کافر ہے (یعنی جس نے قیامت کے دن کا انکار کیا ہے وہ کافر ہے) اِلّا یہ کہ کوئی شخص اسلام سے اجنبی ہو اور جاہل ہو تو اُسے سمجھایا جائے گا بیان کیا جائے گا، اگر وہ انکار پر اصرار کرتا ہے اس کے بعد کہ اُسے بیان کیا گیا ہے تب وہ کافر ہے۔

چوتھی دلیل بھی ہے دلائل میں سے قیامت کے دن پر ایمان کی؛ شیخ صاحب فرماتے ہیں: "الكتب السماوية": آسمانی کتابیں جو ہیں کہ آسمانی کتابوں میں اس بات پر اتفاق ہے کہ آخرت ہوگی قیامت قائم ہوگی اس لیے یہود ونصاریٰ بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں: وہ اس وقت بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے آپ یہ سنتے ہوں گے وہ کہیں گے "فلاں جو ہے مرحوم ہے"، یا "رحمه الله" (اللہ اُس پر رحم کرے)، یا اس طریقے کے کچھ اور الفاظ وہ بیان کرتے ہیں جن سے یہ دلیل ہمیں ملتی ہے کہ وہ آخرت پر ایمان بھی رکھتے ہیں "إلى يومنا هذا": آج کے دن تک (اس وقت تک بھی وہ آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں)۔

مطلب یہ ہے شیخ صاحب کے کہنے کا کہ جب لوگ جو ہیں یہود ونصاریٰ جو ہیں وہ بھی آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہاں سے پتہ چلے گا؟ جب اُن کا کوئی مرجاتا ہے اُس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ نہیں؟ وہ بھی کہتے ہیں اپنی زبان میں اپنے طریقے سے کہ اُس پر اللہ رحم کرے؛ جبکہ مرحوم کا لفظ آپ جانتے ہیں کہ جائز نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ یقیناً ہم کہہ رہے ہیں کہ مرنے کے بعد اُس پر اللہ نے رحم کیا ہے۔ ہمیں کیا پتہ کہ اُس کا خاتمہ کس چیز پر ہوا ہے؟!

جب کہتے ہیں "رحمہ اللہ" تو ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اس پر رحم فرما۔

تو دعا کرنی چاہیے نا کہ جزماً کسی کے بارے میں یہ لفظ کہنا چاہیے؛ جیسا کہ لوگ بعض اوقات کہتے ہیں "فلاں شہید ہے": ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی شہادت قبول کرے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ پانچویں دلیل بھی ہے قیامت پر ایمان کی کہ قیامت حق ہے، اور یہ پانچویں دلیل ہے عقل (یعنی عقلی دلیل)؛ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آخرت کا دن نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مخلوقات ہیں وہ بغیر کسی وجہ کے "عبثاً" وجود میں آئی ہیں، اور اللہ تعالیٰ عبث سے پاک ہے؛ تو کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو پیدا کرتا ہے؟ یعنی کہ ایسی قوم ایسے لوگ جنہیں پیدا کیا جاتا ہے پھر انہیں حکم دیا جاتا ہے، پھر منع بھی کیا جاتا ہے، پھر اُن پر واجبات کو لازم بھی کیا جاتا ہے (جس چیز کو یا جن چیزوں کو اُن پر لازم کیا گیا ہے)، پھر یا کوئی مستحبات ہوتے ہیں اُن کو بیان کیا جاتا ہے، پھر وہ مر جاتے ہیں، نہ حساب ہے نہ عقاب ہے؟!

نہ جزا ہے نہ سزا ہے تو فائدہ کیا ہے؟!۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ المؤمنون آیت نمبر 115 اور 116 میں: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ (کیا آپ لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ﴿عَبَثًا﴾ یعنی بغیر کسی وجہ کے اور یقیناً تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹو گے)؛ یعنی بات ایسی نہیں ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا! ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ (اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے جو بادشاہ ہے حق ہے (جو حق بادشاہ ہے ملک الحق ہے)) ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ (اُس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ ربّ العرش الکریم ہے)۔

یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرے "عبثاً" بغیر کسی حکمت بغیر کسی وجہ کے اور پھر وہ واپس نہ لوٹیں، اور خطاب انسانوں کے لیے ہے جو مکلف ہیں؛ یعنی ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرے اللہ تعالیٰ ہمیں پیدا کرے بغیر کسی وجہ کے ہم دنیا میں آئیں کھائیں پیئں موج کریں، بچے پیدا کریں پھر مر جائیں گل جائیں سڑ جائیں ختم! کوئی دوبارہ زندگی نہیں نہ کوئی جزاء ہے نہ کوئی سزا ہے تو انسان کو پیدا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟! مقصد کیا ہے؟! حکمت کیا ہے؟!

جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق جانور ہیں غیر مکلف ہیں وہ دنیا میں آتے ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں، اپنی بقاء کے لیے بچے پیدا کر جاتے ہیں اور دنیا سے چلے جاتے ہیں، نہ حساب ہے نہ عقاب ہے نہ جزا ہے نہ سزا ہے۔

لیکن ہمارا معاملہ ایسا نہیں ہے: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾: یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم تمہیں ایسے ہی عبث پیدا کریں اور تم واپس نہیں لوٹ کر آؤ گے ہمارے پاس! نہیں! واپس لوٹ کر آؤ گے تم، تمہارا حساب بھی

ہو گا، تمہاری جزاء بھی ہو گی اور سزا بھی ہو گی، اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ایسے نہیں ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے یعنی بلند و بالا ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اس چیز سے جو تم سوچتے ہو۔

اور یہ ردّ ہے اُن لوگوں کا جو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ انسان کو پیدا نہیں کرے گا؛ وہ کہتے ہیں کہ ہم دوبارہ پیدا ہوں گے ہی نہیں (بعث کا انکار کرنے والے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ القصص آیت نمبر 85 میں: ﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ﴾ (بے شک جس نے قرآن کو تمہارے اوپر فرض کیا ہے وہ تمہیں واپس لوٹائے گا ایک معاد (وقت) میں)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کس طریقے سے قرآن فرض کیا جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا بھی فرض کیا جاتا ہے پھر کوئی اس کی معاد نہیں ہے یا حساب لیا جائے گا جو کچھ ہم نے قرآن میں حکم دیا ہے جو ہمارے اوپر فرض کیا گیا ہے؟!

یعنی یہ ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کو نازل کرے پھر احکامات کو فرض بھی کرے، اُس پر عمل کرنے کو بھی لازم اللہ تعالیٰ قرار دے دے، اُس پر عمل بھی کیا جائے پھر واپسی بھی نہیں ہے کوئی معاد بھی نہیں ہے کوئی حساب یا کتاب بھی نہیں ہے کیا ممکن ہے ایسے؟! ممکن نہیں ہے!

دوسری بات جو قیامت کے دن ہو گی شیخ صاحب فرماتے ہیں: "الأمر الثاني مما يكون في القيامة": جو قیامت کے دن ہو گی جس کی طرف شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے: "فَيقومُ النّاسُ مِنْ قُبورِهِمْ لِرَبِّ العَالَمينَ حُفاةً عُراةً غُرْلًا" (بس لوگ جو ہیں اپنی قبروں سے نکلیں گے ربّ العالمین کے لیے "حُفاةً عُراةً غُرْلًا" ننگے پاؤں، برہنہ بدن، اور جسم کے مکمل ٹکڑوں یا حصوں کے ساتھ)۔

"مِنْ قُبورِهِمْ": شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ "على الأغلب" یعنی غالباً قبروں سے ہی لوگوں کو نکالا جائے گا (ورنہ انسان بغیر دفن کے بھی برزخ میں ہوتے ہیں یعنی، جن کو دفنایا نہیں جاتا یا جیسے کہتے ہیں کہ قبر نصیب نہیں ہوئی یا جن کو دفن نہیں کیا جاتا)۔

"لِرَبِّ العَالَمينَ": یعنی اللہ عزّ و جل اُن کو حکم دے گا اُن کو پکارے گا اس لیے یہ واپس اللہ تعالیٰ کی طرف جائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ ق آیت نمبر 41 اور 42 میں:

﴿وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝٤١ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝٤٢﴾۔

﴿وَاسْتَمِعْ﴾(اور سنیں) ﴿يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ﴾(جس دن پکارنے والا پکارے گا(منادی کرنے والا منادی کرے گا یعنی اعلان کرے گا)) ﴿مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ﴾(قریب جگہ سے) ﴿يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ﴾(جس دن صیحۃ کو حق کے ساتھ سنیں گے) ﴿ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ﴾(وہ دن نکلنے کا ہے(یعنی قبروں سے نکلنے کا ہے))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں):

"فيقومون لهذا النداء العظيم من قبورهم لربهم عَزَّ وَجَلَّ "پس وہ اُٹھیں گے یعنی قبروں سے یا برزخ جہاں پر ہوں گے وہ اس عظیم ندا کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی قبروں سے اپنے ربّ عزّ وجلّ کے لیے نکلیں گے۔

سورۃ المطففین آیت نمبر 4تا6 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦﴾(کیا یہ لوگ یہ گمان نہیں کرتے کہ انہیں دوبارہ یقیناً زندہ کیا جائے گا عظیم دن کے لیے جس دن لوگ ربّ العالمین کے لیے قائم ہوں گے (یعنی دوبارہ زندہ کیے جائیں گے))۔

یعنی اِن آیات میں واضح دلیل ہے کہ لوگ جو ہیں وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے ربّ العالمین کے لیے۔

حالت کیا ہو گی ان لوگوں کی جب میدان محشر میں سب سے پہلے کھڑے ہوں گے یعنی مرنے بعد جب دوبارہ زندہ ہوں گے؟

"حُفاةً عُراةً غُرْلًا": یعنی دنیا میں جیسا انسان پیدا ہوتا ہے دوبارہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو پیدا کرے گا قیامت کے دن۔

ہم کیسے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں؟ پاؤں میں جوتی ہوتی ہے بدن میں کوئی کپڑا ہوتا ہے؟ جسم مکمل ہوتا ہے نا جب ہم پیدا ہوتے ہیں عمومی بطور پر، تو اسی طریقے سے قیامت کے دن بھی جب ہم دوبارہ پیدا کیے جائیں گے تو "حُفاةً عُراةً غُرْلًا"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"حُفاةً: ليس عليهم نعال ولا خفاف"(نہ جوتے ہوں گے نہ خُف ہو گا(یعنی جو پاؤں میں کوئی چیز پہنی جائے گی، یعنی پاؤں کا کوئی لباس نہیں ہو گا))۔

"عُراةً": جسم کا کوئی لباس نہیں ہو گا" برہنہ بدن" جسم پر کوئی لباس نہیں ہو گا۔

"غُرْلًا": اُن کے خلق میں سے جسم میں سے کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی، اور غرل جمع اُغرل ہے اور اُغرل کہتے ہیں جس کا ختنہ نہیں ہوتا؛ یعنی جو جلد کا ٹکڑا جسے کاٹ دیا جاتا ہے دنیا میں ختنے کے وقت تو قیامت کے دن وہ بھی واپس کر دی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ (جیسے ہم نے پہلے خلق کو پیدا کیا ہے اسی طریقے سے ہم اس کا دوبارہ اعادہ کریں گے) (الانبیاء :104)؛ "فيعاد كاملًا": جب اعادہ ہو گا اس جسم کا یا خلق کا تو مکمل طریقے سے ہو گا اُس میں سے کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی اور اسی وصف سے (یعنی "حُفاۃً عُراۃً غُرْلًا" اسی وصف سے) مرد اور عورت ایک ساتھ دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما عرض کرتی ہیں: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مرد اور عورتیں ایسی حالت میں ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے؟!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "الأمرُ أشَدُّ مِنْ أنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ" (معاملہ اس سے زیادہ بہت ہی شدید ہو گا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ پائیں)۔

اس کا اہتمام ہی نہیں ہو گا نا کبھی ہو بھی نہیں سکتا! اتنا شدید وقت ہو گا کہاں کسی کے پاس وقت ہے کہ مرد جو ہے کسی برہنہ عورت کی طرف دیکھے یا عورت جو ہے کسی برہنہ مرد کی طرف دیکھے؟! ممکن ہی نہیں ہے!

یعنی اتنی سخت حالت ہو گی اور شدت ہو گی اس دن کی کہ کسی اور چیز کا ہوش نہیں رہے گا نفسا نفسی کا عالم ہو گا جیسا کہ دوسری احادیث میں آیا ہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے:

"مِنْ أنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إلَى بَعْضٍ": اس حدیث میں اہتمام کا ہے کہ اس کا اہتمام نہیں رہے گا اب معاملہ بہت شدید ہو گا؛ دوسری احادیث میں ہے کہ معاملہ بہت شدید ہو گا کہ لوگ جو ہیں ایک دوسرے کی طرف دیکھ نہ پائیں گے۔

"فكل إنسان له شأن يغنيه" (ہر انسان کا اپنا معاملہ ہو گا جسے وہ کافی ہو گا)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد ہے سورۃ عبس آیت نمبر 34 تا 37 میں، ذرا غور سے سنیں: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝۳۴﴾ (جس دن انسان جو ہے اپنے بھائی سے فرار ہو جائے گا) (عبس:34)۔

بھائیوں سے انسان کتنی محبت کرتا ہے دنیا میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب یہ انسان فرار ہو گا اپنے بھائی کو دیکھ کر! سگے بھائی کی بات ہو رہی ہے "الأخ الشقيق" جو سب سے قریبی ہوتا ہے۔

﴿وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿٣٥﴾﴾((اِس سے بڑھ کر بھی) اپنی ماں سے اور باپ سے بھی فرار ہو جائے گا)(عبس:35)۔

﴿وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾﴾(اور اپنی بیوی سے اور اپنی نرینہ اولاد سے)(عبس:36)۔

سب سے زیادہ پیارا جو ہے انسان کو کیا ہے؟ بیٹے ہوتے ہیں (دیکھا جائے عمومی طور پر)۔ تو فرار کیسے ہو گا بھائی سے؟ کوئی سوچے گا کہ اچھا ابھی ماں تو ہے باپ تو ہے (ترتیب دیکھیں آپ)؟! بھائی سے بھی فرار ہو جائے گا، ماں سے بھی فرار ہو جائے گا، باپ سے بھی فرار ہو جائے گا۔

اچھا بیوی بچے تو ہیں نا اُن کے قریب تو رہے گا نا؟ نہیں! بیوی سے فرار اور اولاد سے بھی فرار، خصوصی طور پر بیٹوں سے بھی فرار۔ اور فرار میں آپ دیکھتے ہیں صرف یہ نہیں کہ آپ، ایک ہوتا ہے دور ہونا یا منہ موڑ لینا (آپ یہاں پر بیٹھے ہیں منہ موڑ سکتے ہیں آپ، آپ چل بھی سکتے ہیں)، فرار کا مطلب ہے کہ دوڑ کر دوری اختیار کرنا بھاگتے ہوئے اسے کہتے ہیں نا فرار ہونا کہ آپ دور رہنا چاہتے ہیں۔ عجب بات کہ دنیا میں آپ اِن ہی کے ساتھ رہے ہیں اپنے سینے سے لگائے رکھا، حلال کمایا حرام کمایا کوئی پرواہ نہیں کی، ربّ کو ناراض کیا راضی کیا کوئی پرواہ آپ کو نہیں تھی اِن کو خوش کرنا تھا اِن کو راضی کرنا تھا؛ یہی تھا نا؟! اب وقت دیکھیں کہ اُن ہی کے لیے جو کچھ کیا دنیا میں اب ایسا وقت آیا ہے کہ فرار (دوڑنا) ہے۔

وجہ کیا ہے؟ ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿٣٧﴾﴾(عبس:37):

یعنی آپ بھائی سے بھائی آپ سے، آپ ماں سے ماں آپ سے، آپ باپ سے باپ آپ سے، آپ بیوی سے فرار بیوی آپ سے فرار، آپ بیٹوں سے فرار بیٹے آپ سے فرار؛ ہر شخص کا اپنا اپنا معاملہ ہو گا جسے وہ کافی ہو گا۔

کوئی مرد کسی عورت کی طرف نہیں دیکھے گا نہ کوئی عورت کسی عورت کی طرف دیکھ پائے گی یہاں تک کہ اُس کا اپنا بیٹا اُس کا اپنا باپ سب فرار ہو جائیں گے۔ کیوں؟

انہیں یہ ڈر لاحق ہو گا کہ کہیں سے یہ اپنے حق کا مطالبہ نہ کر لے؛ اور یہ حقیقت ہے یہ واقع ہے کہ کوئی عورت مرد کی طرف نہیں دیکھے گی اور نہ ہی کوئی مرد کسی عورت کی طرف دیکھے گا کیونکہ معاملہ بہت شدید اور عظیم ہے، اِس سے زیادہ شدید اور عظیم ہے، لیکن اس کے باوجود بھی (اس کے بعد یعنی) دوبارہ اُن کو کپڑے پہنا دیئے جائیں گے اور سب سے پہلے جنہیں کپڑے پہنائے جائیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو کپڑے پہنائے جائیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنائے جائیں گے۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (077.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio